سورۃ البقرہ، آیات ۲۲۸ تا ۲۳۲

طلاق و خلع کے احکام

دو دلوں کا جڑنا جس طرح اللہ کو پسندیدہ ہے اسی طرح دونوں کا ٹوٹنا اللہ کو ناپسندیدہ ہے۔ جس رشتہ (نکاح) سے یہ دو دل جوڑے جائیں وہ اللہ کو محبوب ہے اور جس سے (طلاق) یہ توڑے جائیں وہ اللہ کو مبغوض ہے۔ اسی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مباحات میں سب سے زیادہ مبغوض (ناپسندیدہ) طلاق کو قرار دیا ہے۔ پھر بھی زندگی میں ایسی ناگواریاں پیش آتی ہیں کہ یہ کڑوا گھونٹ پیے بغیر چارہ نہیں رہتا ہے۔ ایسی حالت میں طلاق کی اجازت ہے، عام حالت میں نہیں ہے۔

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ
بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ۭ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ
مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ
الْاٰخِرِ ۭ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا
اِصْلَاحًا ۭ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۠ وَلِلرِّجَالِ
عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۲۸﴾ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۠
فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ۭ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ
اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـــًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا
حُدُوْدَ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ
عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ۭ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْھَا ۚ
وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۲۹﴾ فَاِنْ
طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰي تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ۭ فَاِنْ
طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا

حُدُوْدَ اللّٰهِ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۰﴾
وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ
اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۠ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ
وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۭ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ
اللّٰهِ هُزُوًا ۡ وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ
مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا
اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۳۱﴾ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ
اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا
تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ
يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ ۭ
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۲﴾

"اور طلاق دی ہوئی عورتیں تین ماہواری (یا تین ماہ) تک اپنے آپ کو نکاح کرنے سے روکے رکھیں۔ اور ان کے لیے جائز نہیں ہے کہ جو اللہ نے ان کے پیٹوں میں پیدا کیا ہے (حمل) اس کو چھپائیں، اگر وہ اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہیں۔ اور ان کے خاوند اگر وہ ٹھیک طرح اصلاح (نباہ) کا ارادہ رکھتے ہیں تو وہ اس مدت میں ان کو لوٹانے کے زیادہ حقدار ہیں۔ عورتوں کے لیے مردوں پر ویسے ہی حقوق ہیں جس طرح کے حقوق مردوں کے عورتوں پر ہیں، البتہ (گھریلو انتظام کے لحاظ سے) عورتوں پر مردوں کو ایک قسم کی فضیلت حاصل ہے (جو خود بخود ابھر آتی ہے)۔ اور اللہ غالب ہے، حکمت والا ہے۔ طلاق دو مرتبہ ہے، پھر ٹھیک طرح سے روک لینا ہے یا احسان کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔ اور تمہارے لیے اس میں سے (طلاق کے بعد) کچھ بھی واپس لینا جائز نہیں ہے جو تم نے انہیں دیا ہے، مگر یہ کہ دونوں ڈریں کہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدیں قائم نہ رکھ سکیں گے۔ تو اگر خوف ہو کہ دونوں اللہ کی حدیں نہ قائم رکھ سکیں گے تو ان

دونوں پر اس میں کوئی گناہ نہیں کہ عورت معاوضہ (اس میں سے جو شوہر نے دیا ہے) دے کر پیچھا چھڑالے (خلع لے لے) ۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں، ان کے قریب نہ جاؤ۔ جو اللہ کی حدوں سے تجاوز کریں گے وہی ظالم ہیں۔ پھر اگر اس کو (تیسری بار) طلاق دے دی تو اس کے بعد وہ اس کے لیے حلال نہ ہوگی یہاں تک کہ وہ کسی اور خاوند (شخص) سے نکاح کرے۔ پھر اگر وہ اسے (خود بخود) طلاق دے دے تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ آپس میں رجوع کریں (نکاح کرلیں)، اگر ان کا گمان غالب ہو کہ وہ اللہ کی حدیں قائم رکھ سکیں گے۔ اور یہ اللہ کی حدیں ہیں جن کو وہ کھول کر بیان کرتا ہے ان لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں[۱]۔ اور جب تم عورتوں کو طلاق دے دو، پھر وہ اپنی عدّت کو پہونچ جائیں تو انہیں ٹھیک طرح روک لو یا ٹھیک طرح چھوڑ دو۔ اور انہیں تکلیف دینے کے لیے نہ روکو کہ تم ان پر سختی کرو۔ اور جو ایسا کرے گا وہ اپنے اوپر ظلم کرے گا اور اللہ کے احکام کا مذاق نہ اڑاؤ اور اللہ کے جو احسان تم پر ہیں ان کو یاد کرو۔ اور خاص طور سے اس احسان کو جو اس نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری ہے تاکہ تمہیں اس کے ذریعے نصیحت کرے۔ اور یاد رکھو کہ اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے اور جب تم عورتوں کو طلاق دے دو اور وہ اپنی عدّت کو پہونچ جائیں تو اب انہی (پہلے) خاوندوں سے نکاح کرنے سے نہ روکو، جبکہ وہ آپس میں قاعدہ (ہنسی خوشی) کے مطابق راضی ہو جائیں۔ تم میں یہ نصیحت اس کو کی جاتی ہے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے۔ یہ تمہارے لیے بڑی صفائی اور بڑی پاکیزگی کی بات ہے۔ اور اللہ ہی جانتا ہے، تم نہیں جانتے ہو[۲]۔

---

[۱] اللہ کی ہدایت نے ہمیشہ عورتوں کے ساتھ انصاف کیا ہے اور نفس و شیطان کی ماری دنیا نے ہمیشہ اس کے ساتھ بے انصافی کی ہے۔ کتنے حقوق مرد کو دیئے گئے اور کتنے عورتوں کو دیئے

گئے، اب یہ بحث ختم ہونی چاہیئے۔ بحث اس پر ہونی چاہیئے کہ دونوں کو جس قدر بھی حقوق دیئے گئے ہیں ان پر عمل درآمد کیوں نہیں ہورہا ہے؟ کاغذ پر حقوق دے دینے اور قانون بیان کردینے سے کچھ نہیں ہوتا ہے، جب تک اس پر عمل درآمد کی مضبوط راہیں نہ نکالی جائیں۔ آج عورتوں پر جو مظالم ہورہے ہیں کیا کوئی مذہبی یا غیر مذہبی قانون اس کی اجازت دیتا ہے؟ اور کس سوسائٹی یا سماج نے مردوں اور عورتوں کو یہ حق دیا ہے کہ زندگی میں دونوں ایسی روش اختیار کریں جس سے ایک دوسرے کی زندگی تنگ ہوجائے اور بالآخر خودکشی و خودسوزی تک نوبت آجائے؟

اصل مسئلہ حقوق و قانون کے دینے اور لینے کا نہیں ہے، بلکہ اخلاق و کردار کا ہے جس سے دنیا دیوالیہ ہوچکی ہے اور جس پر قابو پانے کے لیے اس کے پاس کوئی تدبیر نہیں ہے۔

اللہ کی ہدایت صرف حقوق و قانون نہیں دیتی ہے، بلکہ اس سے زیادہ اخلاق و کردار پر زور دیتی ہے۔ جس سے دنیا کو یہ سبق ملتا ہے کہ حقوق کتنے ہی زیادہ دے دیئے جائیں، قانون کتنا ہی اچھا بنا دیا جائے، جب تک اخلاق و کردار پر قابو نہ پایا جائے سب بے معنیٰ ہیں۔ دنیا نے اللہ کی ہدایت چھوڑ کر ہزار تدبیریں کرلیں، لیکن اس کو راستہ نہ مل سکا۔ اب اگر وہ سوسائٹی کے مسائل حل کرنا چاہتی اور عورت و مرد دونوں کو انصاف دینا چاہتی ہے تو "ہدایت" کی طرف آنے کی بات سوچنی چاہیئے۔ اللہ کا خوف اور اس کے سامنے جواب دہ ہونا یہ ایسی تدبیر ہے کہ اس کے مقابلہ میں ساری تدبیریں بیکار ہیں۔ اور یہ اللہ کی ہدایت کے علاوہ اور کہیں نہیں ملتی ہے۔ لیکن اس پر سچا ایمان لانا ضروری ہے جو دل کی گہرائیوں میں اُتر جائے اور عمل کے لیے مجبور کردے۔ بدقسمتی سے مسلم سوسائٹی ہی سچے ایمان اور اللہ کے سامنے جوابدہ ہونے کو دل کی گہرائیوں میں اتارنے سے محروم ہے جس کی بناء پر اس کے یہاں بھی مسائل ہیں اور حقوق و قانون کی بحث جاری ہے۔

اُوپر کی آیتوں میں کئی بار حدود (قاعدہ قانون) سے تجاوز نہ کرنے کا ذکر ہے اور آخر کی آیت میں ہے کہ "یہ سب اُس کے لیے ہے جو اللہ اور آخرت پر ایمان لائے" جس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جب تک ایمان نہ ہو اللہ کا خوف نہ ہو قاعدہ قانون پر عمل درآمد نہ ہوسکے گا۔

عورت کے حقوق و فرائض کا ذکر راقم الحروف کی کتاب "تہذیب کی تشکیلِ جدید" میں ہے۔ جس کا جی چاہے وہاں دیکھ لے۔ اس کا عربی و انگریزی میں ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔

ٖلہ طلاقِ رجعی اس کو کہتے ہیں جس میں نکاح کے بغیر رجوع کرنے کا حق رہتا ہے۔ آیت میں اسی کا ذکر ہے۔ یہ حق دو طلاق تک رہتا ہے۔ تیسری طلاق کے بعد یہ حق ختم ہو جاتا ہے۔ طلاق کا پسندیدہ طریقہ یہ ہے کہ مہینہ میں صرف ایک طلاق دی جائے، دوسرے مہینہ میں دوسری طلاق دی جائے، پھر تیسرے مہینہ میں تیسری طلاق دی جائے، اس طریقہ سے رجوع کرنے کے لیے سوچنے سمجھنے کا موقع ملے گا اور زندگی و خاندان تباہ و برباد ہونے سے بچ جائے گا۔ ایک ہی وقت میں تین طلاق دینے کا طریقہ نہایت غلط ہے۔ اس پر پابندی لگانے کی ضرورت ہے یا کم سے کم اتنا تو ہونا ہی چاہیئے کہ ایک مجلس کی تین طلاق کو ایک شمار کیا جائے تاکہ اس کے ساتھ دوسری مرتبہ نکاح کرنے میں دشواری نہ ہو، جیسا کہ علامہ ابن تیمیہؒ وغیرہ کی رائے ہے۔

نکاح کے وقت جو مال و اسباب دیا ہے اب طلاق کے وقت اس کا واپس لینا جائز نہیں ہے (عام طور سے لوگ واپس لے لیتے ہیں جو صریح گناہ ہے)۔ ہاں واپس لینے کی ایک شکل "خلع" کی ہے کہ عورت خود کہے کہ میں تمہارا دیا ہوا کل مال یا کچھ مال واپس کر دوں گی، تم میری جان چھوڑ دو (علیحدہ کر دو)۔ تو ایسی صورت میں دیا ہوا مال واپس لینے کی اجازت ہے۔

ٖلہ طلاق رجعی کے بعد رجوع کرنے کا حق ہنسی خوشی نباہ کے لیے ہے، بدلہ لینے یا تکلیف پہونچانے کے لیے نہیں ہے۔ اگر عورت کو یقین ہو کہ شوہر تکلیف پہنچائے گا یا بدلہ لے گا تو اس کو رجوع نہ ہونے کا حق حاصل ہے۔ ایسی صورت میں دونوں کے درمیان اختلاف ہو گا۔ ایک کچھ کہے گا دوسرا اس کے خلاف کہے گا۔ اگر آپس میں یہ معاملہ دوسروں کی مدد سے طے نہیں ہوتا ہے تو عدالت طے کرے گی۔ رجوع کرنے کا یہ حکم پہلے بھی آیا ہے لیکن یہاں مستقل طور سے ہے اور پہلے دوسری چیزوں کے ساتھ ہے۔ اس لیے تکرار نہیں کہہ سکتے ہیں، اس طرزِ بیان سے حکم کی اہمیت ظاہر ہوتی اور اللہ کی پسندیدگی کا پتہ چلتا ہے۔ اسی طرح طلاق سے جدائی کے بعد عورت ہنسی خوشی آپس کی رضامندی سے پھر اپنے پہلے شوہر سے نکاح کرنا چاہے تو اس کو کوئی نہ روکے۔ اس کو پورا حق اور پورا اختیار ہے۔